شادی بیاہ کے معاملات میں سچ سے کام لینا چاہئے

(فرمودہ یکم اگست ۱۹۳۴ء)

یکم اگست ۱۹۳۴ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بابو محمد اسماعیل صاحب قادیان کی لڑکی اقبال بیگم کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

رسول کریم ﷺ نے نکاح کے موقع پر جن آیات کا انتخاب فرمایا ہے ان میں انصاف اور سچائی کی خصوصیت سے ضرورت بیان کی گئی ہے اور اس پر زور دیا گیا ہے کہ سچائی ہر موقع پر ہی ضروری ہے اور اس کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا۔ ایک جگہ مل کر رہنے والے باپ بیٹے بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار اگر ایک دوسرے کے ساتھ سچائی کا معاملہ نہ کریں تو کتنا فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن میاں بیوی کے معاملہ میں سچائی کی اور بھی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شریعت نے خصوصیت کے ساتھ نکاح کے معاملہ میں سچائی پر زور دیا ہے مگر ہمارے ملک میں بدقسمتی سے سب سے زیادہ جھوٹ نکاح کے متعلق بولا جاتا ہے حتیٰ کہ اتنا جھوٹ بولا جاتا ہے کہ لطائف بن گئے ہیں۔

کہتے ہیں ایک شخص کا لڑکا کانا تھا جس کے لئے اسے کہیں سے رشتہ نہ ملتا تھا۔ آخر کسی جگہ اس نے لڑکا دکھائے بغیر لالچ دے کر رشتہ کر لیا جب شادی ہو گئی تو لڑکے والا کہنے لگا۔

ہمیں بھلے بھئی ہمیں بھلے کانا بیٹا بیاہ لے چلے۔

اس پر لڑکی والے نے کہا

تمہیں بھلے مت سمجھو جمان بٹی کا ٹینٹوا کرو دھیان

اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ نکاح کے متعلق لڑکے والے بھی فریب اور دھوکا سے کام لیتے ہیں اور لڑکی والے بھی اور اتنا نہیں خیال کرتے کہ یہ فریب جلد ہی کھل جائے گا اور اس وقت بہت زیادہ فتنہ پڑے گا۔ ہم دیکھتے ہیں جہاں امید ہوتی ہے وہاں ہی گلہ اور افسوس بھی کیا جاتا ہے اور جہاں امید نہیں ہوتی وہاں کوئی افسوس نہیں ہوتا۔ ایک شخص کسی غیر کے گھر جاتا ہے جس کے متعلق اسے اتنی بھی امید نہیں ہوتی کہ عزت و توقیر سے بٹھائے گا تو اس پر اسے کوئی گلہ نہ ہوگا بلکہ اسی بات پر خوش ہو جائے گا کہ اس نے اسے کوئی ناگوار بات نہیں کہی۔ ایسے موقع پر عدم شر کو ہی خوشی کا موجب سمجھ لے گا مگر ایک شخص جو کسی دوست کے ہاں جاتا ہے وہ دوست اگر اس کی اچھی طرح تواضع نہ کرے تو ناراض ہو جاتا ہے غرض جہاں امید ہو وہاں ہی گلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ لڑکے لڑکی والوں کا ایک دوسرے سے صفائی کے ساتھ بات نہ کرنا نکاح کے بعد گلہ پیدا کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے فتنوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

پس بیاہ شادی کے موقع پر خاص طور پر سچ سے کام لینا چاہئے جس طرح عبادات میں نماز اتنی ضروری ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نکاح کے معاملہ میں جو سچ کو چھوڑتا ہے وہ ساری عمر کی مصیبت سہیڑ لیتا ہے۔

(الفضل ۱۴۔ اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۵)